سیرت رسول ﷺ کا بنیادی ماخذ، قرآن

سید ثاقب اکبر☆

سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے دنیا کی تقریباً سو زبانوں میں لاکھوں جلدوں پر مشتمل کتب موجود ہیں۔[1]

اس سیرت نویسی کا آغاز مغازی رسول ﷺ کے حوالے سے حضرت عروۂ بن زبیر (م ۹۴ھ) نے پہلی دستاویز تیار کر کے کر دیا تھا۔ اُن کے بعد یہ سلسلہ مختلف حوالوں سے شروع ہو گیا۔ کسی نے حدیث کے عنوان سے آنحضرتؐ کے اقوال و فرمودات کی جمع آوری سے آغاز کار کیا، کسی نے تاریخ نویسی کے عنوان سے قلم سنبھالا اور کسی نے سیرت نگاری کے عنوان سے کام کی ابتدا کی۔ چودہ صدیاں گزر گئیں اور یہ سلسلہ شرق و غرب میں متنوع انداز سے آگے بڑھ رہا ہے۔ سیرت رسول پر لکھی گئی کتب کی فہارس و کتابیات انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دینے کے لیے کافی ہیں۔ یہ بات بڑے اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ دنیا میں کسی شخصیت کے بارے میں اتنا نہیں لکھا گیا جتنا آنحضرتؐ کے بارے میں۔ شاید یہ جملہ حق مطلب ادا نہیں کر پایا۔ کہا جا سکتا ہے کہ کسی شخصیت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی نسبت عشر عشیر بھی نہیں لکھا گیا۔ قرآن حکیم کی یہ بات اس پہلو سے بھی حق ثابت ہوتی ہے کہ:

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ"[2]

ایسا ہونا ہی تھا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ذیل میں ہم مثال کے طور پر چند ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

وجوہات:

(1) حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا۔ اس لیے رہتی دنیا تک آپؐ کے پیغام کو باقی رکھنا ضروری ہو گیا۔

(2) اللہ نے آپ کو "کَآفَّةً لِّلنَّاس"[3] یعنی ساری انسانیت کے لیے ہادی و راہنما بنا کر بھیجا اور آپ کو "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"[4] اور "لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا"[5] کا تاج پہنا کر عالمین کی رشد و ہدایت کا مسند نشیں قرار دے دیا۔

☆محقق، دانشور، شاعر، صدر نشین، البصیرہ، اسلام آباد

(3) اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کے بارے میں اہل ایمان سے فرمایا:

"لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَةٌ"[۶]

"بے شک تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"

اس کے پیش نظر مسلمانوں کے لیے ضروری ہوگیا کہ آپ کی سیرت اور اسوہ پر نظر رکھیں اور اسے اپنی انفرادی و اجتماعی حیات کے لیے آئینہ قرار دیں۔

جو لوگ آپؐ کی حیات مبارکہ کے ایام میں آپؐ کی خدمت میں شرفیاب تھے ان کے لیے تو آپؐ کا اسوہ نگاہوں کے سامنے پیکر کامل کے طور پر موجود تھا۔ آنے والی نسلوں کے لیے آپؐ کی سیرت و اسوہ تک پہنچنے کا وسیلہ کیا ہے؟ یہ سوال سامنے آتا ہے تو بے ساختہ سب مسلمانوں کی زبان سے پہلا لفظ "قرآن" نکلتا ہے۔ اس کی تائید کیے بغیر چارہ نہیں۔ اس کے کئی ایک بنیادی اسباب ہیں۔ آیئے ان پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔

۱۔ محفوظ ترین دستاویز

مسلمانوں کے پاس سب سے اہم، اساسی، محفوظ ترین اور ہر جہت سے متفق علیہ دستاویز قرآن ہی ہے۔ تمام مسلمان اسے ایک غیر محرف آسمانی کتاب مانتے ہیں جیسا کہ خود قرآن حکیم نے فرمایا ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ"[۷]

بے شک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۲۔ دیگر مآخذ پر قرآن کی فوقیت

تمام مسلمان محققین اس امر پر متفق ہیں کہ حدیث، تاریخ، تفسیر اور سیرت کے عنوان سے جتنی دستاویزات آج ہمارے پاس سرمائے اور اثاثے کے طور پر موجود ہیں تمام پر ناظر اور حکم قرآن ہے۔ بعض جمود زدہ افراد کی یہ رائے محققین نے قبول نہیں کی کہ حدیث قرآن پر ناظر ہے اور حدیث قرآن کے کسی حکم کو نسخ کر سکتی ہے۔ اصول فقہ کی بنیادی کتابوں میں علماء نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔[۸]

اس کی بنیادی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ قرآن کا صدور من اللہ یقینی ہے۔ قرآن کی ہر آیت حد تواتر کی بھی اعلیٰ ترین منزل پر فائز ہے۔ حدیث کا صدور ظنی ہے اور ظن یقین پر غالب نہیں آسکتا جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

"اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا"[9]

اس سلسلے میں آئمہ اہل بیتؑ سے بھی کئی ایک ایسی روایات منقول ہوئی ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ اُن سے مروی روایات کو قرآن پر پیش کیا جائے، اگر وہ اس کے مطابق نہ ہوں تو انھیں دیوار پر دے مارا جائے۔ گویا ان کے نزدیک قرآن حدیث کی صحت کو پرکھنے کا معیار ہے۔ جب یہ بات احکامِ شریعت کے اخذ کرنے میں اصول کی حیثیت رکھتی

ہے اور محکم عقلی و نقلی دلائل کی بنا پر ایک برحق اصول ہے تو پھر دین کے تمام امور میں قرآن کے کسوٹی ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔

دیگر انبیاء کے بارے میں اسرائیلیات کو پرکھنے کے لیے بھی ہم قرآن ہی کو معیار قرار دیتے ہیں۔ بعض انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں جو بے سروپا قصے اور افسوس ناک کہانیاں اسرائیلی روایات میں آ گئی ہیں عقلی دلائل کے علاوہ قرآن حکیم کی روشنی میں ہی ہم ان پر نقد کرتے ہیں۔ یہی اسلوب ہم آنحضرتؐ کی سیرت پاک کو جاننے کے لیے اختیار کرتے ہیں۔ ایسی تمام روایات جو آنحضرتؐ کی شخصیت، روش اور سیرت کے اُس تصور سے ٹکراتی ہیں جو قرآن حکیم نے پیش کیا ہے، ہم انھیں ہرگز قابل قبول نہیں سمجھتے۔

۳۔ قرآن اور آپؐ کا اسوۂ کامل

قرآن حکیم میں نبی کریمؐ کی زندگی کے مختلف پہلو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن حکیم اسلامی تعلیمات واحکام ہی کا سرچشمہ نہیں بلکہ یہ تعلیمات جو کامل نمونہ عمل تخلیق کرتی ہیں وہ بھی وادی قرآن میں چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے۔

مثال کے طور پر آپؐ کی زندگی کے مندرجہ ذیل پہلوؤں کو قرآن حکیم میں دیکھا جا سکتا ہے:

(i) آنحضرتؐ کا ایمان باللہ، عبادت الٰہی میں آپؐ کا استغراق، اللہ کے حضور آپؐ کا احساس مسئولیت وغیرہ۔

(ii) آنحضرتؐ کی خانگی اور عائلی زندگی۔

(iii) مشرکین کے ساتھ آپؐ کی روش اور ان کے طرح طرح کے اصرار، مطالبات، سازشوں اور ستم رانیوں کے مقابلے میں آپؐ کی روش۔

(iv) مختلف طرح کے اہل کتاب کے ساتھ آپ کا برتاؤ۔

(v) جنگوں کے مختلف مراحل میں آپؐ کا کردار۔ فتح وشکست کی صورتوں میں آپؐ کا ردّعمل۔

(vi) ساتھیوں اور اصحابؓ کے ساتھ آپؐ کا طرز عمل۔ اُن سے مشاورت اور مختلف مراحل میں اُن کی تربیت اور اُن سے سلوک۔

(vii) منافقوں کے ساتھ آنحضرتؐ کا سلوک

(viii) آپؐ کی سچائی، امانت داری، حوصلہ مندی، اصحابؓ سے نرم خوئی وغیرہ۔

(ix) آپؐ کا اسلوب دعوت اور اس کے مختلف مرحلے۔

(x) انبیاء اور کتب ماسبق کے بارے میں آپؐ کا پیغام۔

اور اسی طرح ایک قائد، راہبر، ہادی، پیغمبر، پیغمبر خاتم اور انسان کامل کی حیثیت سے آپؐ کی زندگی کے مختلف گوشے قرآن میں محفوظ ہیں۔

۴۔ ہمہ گیر اور دائمی کردار، اصولوں کا سرچشمہ

قرآن حکیم بیشتر کلیات اور اصولوں کی حامل کتاب ہے بلکہ جہاں وہ کوئی واقعہ بیان کرتا ہے اس میں سے بھی وہ کسی اصول اور قانون اور سنت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا اور بہت سے مقامات پر وہ ایک قانون اور کلیے کے طور پر اس کا نتیجہ بیان کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسی دستاویز جسے تمام زمانوں، تمام علاقوں اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام مرحلوں میں راہنما اور ہادی اور گائیڈ لائن کا کردار ادا کرنا ہے اُسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اسی طرح جس ہستی کو سرحدِ زمان و مکان کے اس پار ایک آفاقی، ہمہ گیر، جامع، کامل، کائناتی اور لازوال کردار و اسوہ کے طور پر فلک ہدایت پر سراج منیر بن کر جلوہ گر ہونا ہے اسے بھی بالکل ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اس کی زندگی کو انسانی ہدایت کے اصولوں کا سرچشمہ ہونا چاہیے، ایسے اصول جو انسانی فکر و عمل کے ہر نئے موڑ پر راہ کشا اور راہ نما ہوں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو زندگی کے مختلف شعبوں اور مرحلوں میں آنحضرتؐ کا قرآنی اسوہ انتہائی خوبصورت صراحت سے انہی آیات الٰہی میں جلوہ فگن ہوتا ہے۔

۵۔ آنحضرتؐ کا تابعِ وحی ہونا

قرآن حکیم میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ معجزہ طلب افراد سے فرماتے ہیں:

"اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ" [۱۰]

"میں تو صرف اس امر کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے"

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

"قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ" [۱۱]

"کہیے میں تو صرف اس امر کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میری طرف وحی ہوتا ہے"

آنحضرتؐ اپنے پیروکاروں سے بھی یہی تقاضا کرتے ہیں:

"اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ" [۱۲]

"جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اس کے علاوہ اولیا کی اتباع نہ کرو۔"

یہ آیات اس امر کی شاہد ہیں کہ آنحضرتؐ کا کردار وحی الٰہی کے تقاضوں کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا لہٰذا آپؐ کے وجود ذی جود کو چلتا پھرتا قرآن یا قرآن ناطق کہا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ آپؐ قرآن کے سب سے پہلے

مومن اور احکام قرآن کے سب سے پہلے عامل تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ کے ممتاز ترین سیرت نگاروں نے قرآن حکیم کو آنحضرتؐ کی سیرت نگاری اور اسوہ شناسی کے لیے اولین اور قابل اعتماد ترین ماخذ قرار دیا۔ چند آرا کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین ہیکل کی رائے:

''حیاۃ محمد ﷺ'' کے مؤلف ڈاکٹر محمد حسین ہیکل اپنی کتاب کے مقدمے میں رقم طراز ہے:

> مجھے یہ باریک نکتہ معلوم ہو چکا تھا کہ آنحضرت صلعم کی سیرت کے سلسلہ میں اگر کوئی بہترین مرجع و ماخذ ہے تو وہ قرآن حکیم ہے کیونکہ آیات قرآنی میں آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ سے متعلق اشارات پائے جاتے ہیں اور کوئی محقق اگر چاہے تو حدیث و سیرت کی کتابوں کی مدد سے اس ضمن میں تسلی بخش تحقیق کرسکتا ہے۔ اس خیال سے میں نے ان تمام آیات کو جو آنحضرت صلعم کے حالات زندگی سے متعلق ہیں جمع کرنے کی ٹھانی۔[۱۳]

مولانا محمد اسماعیل پانی پتی کا نظریہ :

ممتاز عالم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے ڈاکٹر محمد حسین ہیکل کی کتاب کے اردو ترجمے پر ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

> آنحضرتؐ کے حالات مبارکہ اور حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ معلوم کرنے کا سب سے زیادہ یقینی، سب سے زیادہ مستند اور سب سے زیادہ صحیح ذریعہ قرآن کریم ہے کیونکہ یہ کتاب عظیم ہر تغیر سے پاک اور ہر تبدیلی سے مبرا ہے۔ ابتدائے نزول سے اب تک نہ اس میں کوئی ترمیم و تنسیخ ہوئی ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوسکتی ہے۔ ایک حرف اور ایک لفظ بھی اس کا کسی عہد اور کسی دور میں نکالا یا بڑھایا نہیں گیا۔ جس طرح حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا تھا ایک نقطے کی کمی بیشی کے بغیر آج ہمارے ہاتھوں میں ہے اور یقیناً ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔[۱۴]

سر ولیم میور کا نقطۂ نظر:

شیخ محمد اسماعیل نے اپنے اسی مقدمے میں ہندوستان میں انگریزی دور کے ایک سابق گورنر اور لائف آف محمدؐ کے مؤلف سر ولیم میور کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے:

> قرآن کی اس خصوصیت میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ محمد ﷺ کی سیرت وسوانح اور اسلام کی ابتدائی تاریخ معلوم کرنے کے لیے اس میں بنیادی باتیں موجود ہیں اور محمدؐ کی زندگی کے تمام تحقیق طلب امور کو اس کے ذریعے

پوری صحت کے ساتھ جانچا جا سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمیں محمد ﷺ کے مذہبی خیالات۔ محمد ﷺ کے پبلک افعال اور محمد ﷺ کی پرائیویٹ زندگی کے متعلق تمام مواد قرآن میں مکمل طور پر مل جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ کی سیرت اور اُس کا اندرونی کردار معلوم کرنے کے لیے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف طور پر نظر آ جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام کے ابتدائی عہد میں یہ بات ضرب المثل کے طور پر مشہور تھی کہ ''محمد ﷺ کی تمام سیرت قرآن میں محفوظ ہے۔''[۱۵]

ایک وضاحت:

ہماری مندرجہ بالا تمام گفتگو کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حدیث، تاریخ اور سیرت کی تمام کتابیں لائق اعتنا نہیں ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یہ کتابیں آنحضرتؐ کی تاریخ حیات اور تعلیمات تک رسائی کے لیے بہت مددگار ہیں لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن حکیم اس سلسلے میں سب سے پہلا اور سب سے زیادہ بھروسے کے لائق مرجع و ماخذ ہے اور دیگر تمام متون بلکہ افکار پر بھی ناظر اور حَکَم کے مرتبے پر فائز ہے۔ قرآن کی اس حیثیت اور مقام کو نظر انداز کر کے لکھی گئی کتابوں نے جو گل کھلائے ہیں وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ کتابیں ہیں جو دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں میں ان کے مقاصدِ شوم کے لیے دستاویز بن گئی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار شاکر مرحوم (سابق ڈائریکٹر جنرل الدعوہ اکادمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) اپنے دور کے ممتاز ترین کتاب شناسوں میں شمار ہوتے ہیں۔
وہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ''اسوۂ کامل'' کے حرفِ اول میں لکھتے ہیں:
ان مراجع اور مصادر سے کام لیتے ہوئے مختلف سیرت نگاروں نے مغازی، سِیَر، شمائل، دلائل، معارج، مدارج، خصائص، مولود ناموں، معراج ناموں، حلیہ ناموں، نور ناموں، جنگ ناموں، وفات ناموں، درد ناموں اور موضوعاتی سیرت پر نظم ونثر میں جو کتب ورسائل لکھے ہیں وہ ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا کی سو سے زائد زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں مخطوطات اور مطبوعات کی شکل میں موجود ہیں۔
ظفر، عبدالرؤف، ڈاکٹر: اسوۂ کامل (لاہور، نشریات، ۲۰۰۹) ص ۲۸

۲۔ القرآن، الشرح:۴

۳۔ القرآن، السبا: ۲۸

۴۔ القرآن، الانبیا: ۱۰۷

۵۔ القرآن، الفرقان: ۱

۶۔ القرآن، الاحزاب: ۲۱

۷۔ القرآن، الحجر: ۹

۸۔ مرحوم شیخ مظفر نے اپنی معروف کتاب **اصول الفقه** میں **حجیت ظواهر الکتاب** کی بحث میں بعض اخباریوں کے اس قول کو مسترد کر دیا ہے کہ جب تک ائمہ اہل بیت سے کوئی حدیث وارد نہ ہو ظواہر کتاب پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اپنی بحث وہ اس جملے پر ختم کرتے ہیں:

كيف وقد ورد عنهم عليهم السلام ارجاع الناس الى القرآن الكريم .

ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ جب اُن (اہل بیت ÷) کی طرف سے خود لوگوں کو قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں یہ ساری بحث صفحہ ۱۵٦ تا ۱٦۱ پر موجود ہے۔

۹۔ القرآن، یونس: ۳٦

۱۰۔ القرآن، الانعام: ۵۰

۱۱۔ القرآن، الاعراف: ۲۰۳

۱۲۔ القرآن، الاعراف: ۳

۱۳۔ ہیکل، محمد حسین ڈاکٹر، مترجم مولانا محمد وارث کامل مرحوم، (لاہور، مکتبہ کاروان، ۱۹۷۱) ص ۲۹

۱۴۔ ہیکل، محمد حسین ڈاکٹر، مترجم مولانا محمد وارث کامل مرحوم، (لاہور، مکتبہ کاروان، ۱۹۷۱) ص ۲ (مقدمہ)

۱۵۔ ہیکل، محمد حسین ڈاکٹر، مترجم مولانا محمد وارث کامل مرحوم، (لاہور، مکتبہ کاروان، ۱۹۷۱) ص ۴ (مقدمہ)